طعن و تشنیع کرنا جائز نہیں۔ خواہ نقاد کے لیے حق بجانب گروہ واضح کیوں نہ ہو۔ کیونکہ انہوں نے ان معرکوں میں خوب اجتہاد کر کے حصہ لیا اور اللہ تعالیٰ اجتہاد میں غلطی کھانے والے کو درگزر کر چکا ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ ہر صحابی کے عمل کو اپنے تئیں اسی پر محمول کیا جائے، پس جس صحابی نے آپس کی جنگوں میں حصہ لیا اس پر باغی گروہ سے قتال کرنے کی دلیل واضح ہو گئی ہے اور وہ اس پر قدرت رکھتا تھا اور جو کنارہ کش رہا اس پر ایک گروہ کی حقانیت متعین کرنے والی دلیل واضح نہیں ہوئی اور اس پر مستحق وہ قتال پر بھی قادر نہیں تھا۔ (فتح الباری، کتاب الفتن، باب اذاالتقی المسلم بسیفیهما حدیث ۷۰۸۳، باب التعرب فی الفتن حدیث ۷۰۸۷)

۸۔ امام قرطبی فرماتے ہیں: ''کسی بھی صحابی کی طرف غلطی کو یقین کے ساتھ نسبت کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ سب کے سب اپنے کیے میں اجتہاد کرتے تھے اور سب کی نیت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا حصول تھا۔ سب ہمارے پیشوا ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں صحابہ کرام کے مابین واقع ہونے والے امور میں بحث و مباحثہ کرنے سے منع اور اچھے انداز میں تذکرہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ سب اس لیے کہ ان کے لیے صحابیت کا شرف و احترام حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو گالیاں دینے سے منع کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کر کے خوشنودی کا اعلان کیا ہے۔ مثلاً حضرت طلحہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ زمین پر چلتا پھرتا شہید ہے۔ اگر ان کی لڑائیاں سرکشی ہوتیں تو یہ قتل شہادت ہرگز نہیں ہو سکتا۔ (روائع البیان تفسیر آیات الأحکام محاضرہ ۲۸، بحوالہ تفسیر قرطبی ۱۶/۳۲۲)

۹۔ ابو محمد عبداللہ بن ابی زید القیروانی (ت ۳۸۶) ''سب سے بہترین دور ان لوگوں کا ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا دیدار کیا اور آپ پر ایمان لائے، پھر ان کے بعد آنے والے لوگ ہیں، کسی بھی صحابی کا صرف اچھائی کے علاوہ تذکرہ نہ کیا جائے اور ان کے مابین پیدا شدہ تنازعات سے رک جائے اور یہی لوگ سب سے زیادہ مستحق ہیں کہ ان کے لیے وسعت کی راہ تلاش کی جائے اور ان کے بارے اچھا گمان رکھا جائے۔'' (القیروانیة علی مذهب الامام مالك/۸٤)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

قسط: 17

# ارض بلتستان

محمد اسماعیل نظمی

## مہاراجہ گلاب سنگھ کے جانشین:

مہاراجہ گلاب سنگھ کی سلطنت کو جموں و کشمیر سے بڑھا کر لداخ، بلتستان، گلگت اور چترال تک پہنچانے اور استقلال کو بلند کرنے میں اس کے جانشین اور ولی عہد رنبیر سنگھ کا بڑا ہاتھ رہا ہے۔

مارچ 1857 میں گلگت اور ہنزہ میں بغاوت ہوئی۔ گلاب سنگھ نے اپنے جانشین رنبیر سنگھ کو براستہ کارگل و سکردو ان کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ رنبیر سنگھ آخر مارچ تک سرینگر میں تھا۔ جب موسم بہار کا آغاز ہوا تو انہوں نے اکیس مارچ یعنی نوروز کی تقریب سرینگر میں نہایت شان سے منائی۔ اس وقت تک ریاست کے مختلف اطراف، شگر اور کھرمنگ وغیرہ سے کافی تعداد میں فوج اکٹھی ہو چکی تھی۔

رنبیر سنگھ نے ہر علاقے سے مشہور شکاریوں کا انتخاب کر کے ایک الگ منظم دستہ تیار کیا۔ یکم اپریل 1857 کو اس خصوصی دستے کو عام راستے سے ہٹ کر جانے والے پہاڑی راستوں سے روانہ کر کے خود باقی لشکر کو لے کر عام راستے سے روانہ ہوئے۔

راجہ گلگت شاہ سکندر کو جب خبر ملی تو انہوں نے بھی ہنزہ کے راجہ سے امداد طلب کی۔ جس سے بھی جنگجوؤں کا خصوصی دستہ حاصل کیا۔ گوہر امان سے مدد لے کر عالم برج کے پار جاتے ہیں اور مغرب کی طرف دریا پار کر کے کھلے میدان میں پہنچ گئے۔

ادھر رنبیر سنگھ کی فوج بھی طویل اور مشکل ترین پہاڑی راستے عبور کرتی ہوئی بڑھتی رہی۔ یہ فوج دشوار گزار پہاڑی راستوں کو عبور کرتا ہوا اکیس مئی 1857 کو وہ شاہ سکندر کے سامنے خیمہ زن ہوا۔ شاہ سکندر انہیں آرام کرنے کا موقع نہ دینا چاہتا تھا۔ لیکن عزت خان چٹیال اور راجہ خان کے دستے اس راہ میں حائل ہو گئے۔ انہوں نے گوہر امان کو دریائے سندھ کے پار کوہ ہمالیہ کی جانب سے پیچھے ہٹنے کا حکم دیا۔ ادھر رنبیر سنگھ کے اس بلتستانی خصوصی دستے کے ہاتھ چڑھ گئے۔

''خاندان اقبال یبگو'' نامی خاندان میں ابو کریم کے حوالے سے صفحہ نمبر 371 میں بزبان فارسی لکھا ہے کہ کم وبیش 270 افراد پر مشتمل اس خصوصی دستے نے جس کی قیادت امان سنگھ کر رہے تھے، گوہر امان کی لشکر پر ٹھیک ظہر کے وقت حملہ کر دیا۔ گلگتی افواج یا تو ہلاک ہوگئیں یا بھاگ گئیں۔ دریا کی دوسری جانب جنگ کے لئے تیار دونوں افواج یہ خونریز معرکہ دیکھ رہے تھیں۔ پونیال کے دستے زخ (مشکوں سے بنائی ہوئی کشتی) کے ذریعے پار اپنے ساتھیوں کی مدد کے لیے جانا چاہتے تھے۔ یہ گلگتی افواج کی بہت بڑی عسکری غلطی تھی جب وہ دریا کی جانب بڑھنے لگے تو رنبیر سنگھ نے اچانک حملہ کر دیا۔ اس کا یہ حملہ اس قدر تیز تھا کہ گلگتی افواج پر خوف ودہشت طاری ہوگئی۔ ان کی حالت اس سونے والے آدمی جیسی ہوگئی جسے سورج کی تیز شعاعوں نے جگا کر بے قرار کر دیا ہو۔ وہ سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ رنبیر نے ایسی چال چلی ہو۔ دریائے سندھ اور گلگت کے سنگھم پر ہولناک جنگ شروع ہوگئی۔ قراقرم، ہندوکش اور ہمالیہ کے سنگھم پر ایسی خوفناک جنگ چھڑ گئی کہ انسانی لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ تین دن تک یہ ہولناک جنگ جاری رہی، بالآخر گلگتی افواج شکست کھا گئیں۔

مولوی حشمت اللہ نے اپنی کتاب ''تاریخ جموں'' میں گلگتی بغاوت کے بجائے ملک امان اللہ والی یاسین کا گلگت پر قبضہ لکھا ہے۔ جبکہ راقم کو خاندان یبگو چپلو کے سوانحات سے جو مواد ملا ہے جس کی تصدیق ڈنمارک کے محقق رابرٹ گارڈون نے اپنی سفرنامہ ''چین سے سری نگر تک Chaina to Sarinigar'' سے ہوتی ہے۔ الغرض رنبیر سنگھ نے مقبوضہ علاقے کا نظم ونسق درست کیا۔ گوپال سنگھ نامی شخص کو نگران مقرر کر کے خود عازم کشمیر ہو گئے۔

مولانا قطب مدراسی رقمطراز ہے کہ رنبیر سنگھ کو اپنے والد گلاب سنگھ کی علالت کی خبر ملی۔ وہ برق رفتاری سے سرینگر پہنچا۔ گلاب سنگھ نے تاج مہاراجگی سر پر پہنایا۔ اور اپنی وہ انگوٹھی جو مہاراجہ کی خاصہ تھی پہنائی۔ اسی دوران مزاج میں بے اعتدالی عود کر آئی اور 4 اگست 1857 کو وفات پایا۔

## مہاراجہ گلاب سنگھ کے اوصاف:

مہاراجہ طرز حکومت کے اعتبار سے اگرچہ سخت گیر تھا' بغاوتوں اور مخالفین کی سرکوبی کے لیے نہایت ہی سخت گیر تھا' مگر آجکل کے طریق حکومت کے برخلاف رائج وقت کے لیے بڑا انصاف پسند تھا۔ ان کے عدل وانصاف کا چرچا ملک سے باہر بھی بہت مشہور اور زبان زد عام تھا۔ انکے پاس ہر وقت سائلین کی رسائی ممکن تھی۔ وہ چوبیس گھنٹے لوگوں کی

شکایت سننے کے لیے تیار رہتے تھے۔ وہ مظلوموں کی شکایت نصف شب کو بھی بیدار ہو کر سنتا تھا۔

''خاندان اقبال'' بیگو میں لکھتا ہے کہ بلغار اور یوگو کے سرکردگان نے لگان نہ دینے کا متفقہ فیصلہ کر دیا تو راجہ چلو نے دربار مہاراجہ میں ان کی شکایت کردی۔ 8 جون 1845 میں دربار مہاراجہ کی جانب سے پیشی کی تاریخ مقرر کردی۔ بیگو دربار سے بلغار اور یوگو کے سرکردگان کو بڑی بے دردی سے پکڑ کر زنجیروں میں جکڑ کر سرینگر پہنچایا گیا۔ بدقسمتی سے اس دوران مہاراجہ لاہور گیا ہوا تھا۔ رنبیر سنگھ کے مشیروں نے بیگو دولت علی خان کے کہنے پر ان سرکردگان کو زنجیروں میں جکڑ کر ان کی پیٹھ پر بھاری پتھر رکھ دیا جاتا رہا حتی کہ یہ لوگ خون اگلنے لگے۔ 21 جون 1857 کو رات گئے گلاب سنگھ واپس سرینگر پہنچ گئے۔ آدھی رات تک انہیں ان مظلوموں کی خبر ہوگئی۔ مہاراجہ نے باقی تمام مصروفیات چھوڑ کر ان قوم پرست غریب نواز سرکردگان کے پاس زندان میں پہنچے اور ان کے ناگفتہ بہ حالات دیکھ کر آب دیدہ ہو گئے۔

ان سے لگان نہ دینے اور بقول حاتم خان راجہ چلو کے بغاوت کی وجہ پوچھی! جواب ملا کہ ہمارے عوام انتہائی غریب ہیں، حالات معاش اس قدر دگرگوں ہیں کہ نئی فصل قرضہ جات اتارنے میں صرف ہوتی ہیں حتی کہ انتہائی غریب طبقہ کے لوگوں کو نہ صرف فاقہ کشی کا سامنا رہتا ہے بلکہ وہ امیروں کے بے دام غلام بن گئے ہیں۔ ان سرکردگان کے بدن لہولہو تھے آنکھیں سوجھی ہوئی اور آنکھوں سے اشکوں کا نہ تھمنے والے سیلاب رواں تھے۔ مہاراجہ کا دل ان کی یہ حالات دیکھ کر موم ہو گئے۔ فوراً ان لوگوں کی بیڑیاں کھلوادی گئیں اور ایک حکم کے ذریعے ان دونوں علاقوں کو لگان سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔

الغرض مہاراجہ گلاب سنگھ معاملات کی تہ تک پہنچنے اور بلا امتیاز امیر و غریب فیصلہ صادر کرتے تھے۔ وہ بڑے سے بڑا اور چھوٹے سے چھوٹے معاملات خود سنتے اور فوری فیصلہ صادر کرتے تھے۔ مگر ایک روپیہ نذرانہ پیش کرنا ضروری تھا۔ انتہائی غریبوں کے لیے وہ بھی معاف کر دیا جاتا تھا۔ (تاریخ جموں، ۸۸)

اس ایک روپیہ کی کورٹ فیس پر انگریزوں نے جی بھر کے نکتہ چینیاں کیں۔ لیکن آج کل کی عدالتوں کی کورٹ فیس اور دیگر مظلوم کش رسوم پر نظر دوڑائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ عدالتیں پیچیدگیوں سے مرصع ہیں۔ وکیل مقرر کرنا پڑتا ہے اور وکیلوں کی فیس بھی ہر ایک کی بساط سے باہر ہے۔ وکیل کے بغیر جج صاحبان بات سننے کے لیے تیار نہیں ہوتے ' یہ وکیل حضرات کے دلائل فی الحقیقت لغویات اور جھوٹ کا پلندہ ہوتا ہے، گویا جو زیادہ جھوٹ بولنے اور لغو گڑھنے میں